

شہر کی آبادی کو کسی کی بھٹی۔ ۱۰۹۵ء مطابق ۱۰۵۵ھ کو کراچی میں راجہ بکرم پال اپنے باپ
کرم پال کے ہاتھوں کے بعد تخت پر بیٹھا جسے بھٹانہ کو اور زیادہ نصیب دی اور بھٹو کی افواہیں میں باپ
بھی زیادہ مرگرم اور کھلائی کی ہے کہ اگر پد نکند پر تمام کند روزانہ سات ہزار ہمت اور ایک ہزار
چھتر برہمنوں کو لیکر پرستش کی اسلے آپا کرتا تھا اور پانچزار سوار و پیادہ برائے محافظت بھٹانہ مقرر تھے
۱۰۹۵ء کو راجہ جیتی مطابق ۱۰۵۵ء میں راجہ ادھو سین نے بھٹانہ کے ہتھم بہمن گوگل چند کو قتل کر کے
ادھو سین فریضہ کر لیا اور اپنے بیٹے جودھ اسین کو بجائے برہمن مقتول کے جانشین کیا اور ہزار گڑھی پہاڑ کے
بجائے کوٹ دلو دیوت شہر کا نام رکھا ۱۰۵۵ء کو راجہ جیتی مطابق ۱۰۵۵ء میں راجہ ساکن ولد گوپال
والی دیوت نے اس شہر کو خوب لوٹا مگر بھٹانہ کا نسب متوجہ ہوا۔

بہارِ سیرت

بھکتو نیا رب قدیث المعارف میں تحریر ہے کہ تاریخ، بادین، ماء محرم الحرام سنہ ۱۰۱۹ء کو بروز جمعہ بعد نماز
حضرت کمالی احمد بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ) درجہ دوم میں حضرت خواجہ خلیفہ جگن ناغین الدین محمد حسن سجری ثم الہیری
قدس سرہ نے بیان کیا کہ آج میں جانب شمال گیا تھا اشارہ میں ایک مقام جگنام کلیہ ہے ایک بہت
بڑا مکان ہے تمام ہندوستان میں اس سے بڑا مکان نہ ہوگا اس میں سونے چاندی کی کت بے شمار ہیں
اور اس کی ہزارا توں پھونکے جاتے ہیں اور کت مانوں کا وہاں نام و نشان نہیں ہے یہ سنکر حضرت خواجہ
مدوح نے ایک خط سلطان قطب الدین آیکٹ الی دہلی کے نام میں امام الدین اپنے مرید خاص کی مفت
پہنچا دی نظام الدین محمد ابدال کے روانہ کیا سید امام الدین رحمۃ اللہ علیہ تاریخ ۱۹ ماہ مذکور بروز یکشنبہ
وقت نماز فجر کے بادشاہ دہلی کے پاس پھونکنے بادشاہ اونسے تعظیم پیش آیا۔ اور پھر خواجہ صاحب کے

خط کو دست بستہ کھڑے ہو کر سنا پڑا قیام الدین عرف زماں امیر صوبہ شمالی کو بلائیے فخر مار کر لیا
 کہ فوراً فوج بھیجا کہ کفار اور بت پرستان شہر کلیر کو داخل کرے اور بجائے تہ جائے مسجد نبی عظیم انسان
 بنوائی جائیں اور تہ جائے کے سونے چاندی کی بتوں کے دھنوں کے واسطے آفتاب بنوئے۔ جاہلین اور غلو تمام علاقہ
 شہر کا یکساں ہر دروازہ بکھلا دیا اور سید امام الدین بن سید شہاب الدین بن سید عبدالرزاق بن سید غوث الاعظم
 قدس سرہ جو مرید حضرت خواجہ نظام الدین سلطان الہند کے تھے فوج کے سپہ سالار تھے فرماتے جاؤ میں
 چنانچہ افواج شاہی نے شہر کلیر میں کچھ نیچکر جہاد شروع کیا جس سے دین اسلام قبول کیا اور کچھ امن پیدا ہوا
 جس نے انکار کیا اس قتل بیدریغ نہ تیغ کیا۔ پانچ روز متواتر ہنگامہ بھل و قتال رہا ہزاروں کفار قتل
 ہوئے اور بہت بہاگ کر پہاڑوں میں جا چھپی۔ ایک لاکھ دو ہزار مرید شہر کے باسلام ہوئے انکو باطنیانی پور دیا
 کی اجازت دی گئی۔ اور بجائے تہ جائے کے ایک عظیم شان مسجد بنوائی گئی۔ اسی سنگا بن سید امام الدین
 قدس سرہ شہید ہوئے۔ انکا مزار پختہ بنوایا گیا۔ مخدوم اک حجتہ اللہ علیہ کے مزار مقدس سو جانب مشرق
 قلعہ کے بلند ٹیلہ پر بھنگنگ کے دو سر پہ پڑ جو مزار مقدس ہی جو امام غلامی کے نام غلام میں مشہور مزار ہے
 قیام الدین عرف زماں امیر صوبہ شمالی نے عرضداشت تہجائی شہر کلیر کی بالتفصیل سلطان قطب الدین
 دلی دہلی کے حضور میں پہنچائی چند علماء کی درخواست کی سلطان بوصوف نے انہیں علماء فضل
 دہلی سے شہر کلیر کو پاس قیام الدین عرف زماں امیر کے روانہ کئے اور فتح یابی شہر کلیر و نیز شہادت حضرت
 سید امام الدین قدس سرہ سے حضرت خواجہ معین الدین محمد حسین بخاری ثم لاجپوری کو اطلاع دی شہر کلیر
 سنہ ۱۲۶۲ھ ایک ہزار گوسوا سوا سوا مطابق سنہ ۱۶۵۱ھ اور سنہ ۱۶۵۱ھ میں فتح ہوا کتاب جواہر فریدی میں جناب
 مولوی علی اصغر صاحب نے جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ السلام کی رحمت کی اولاد ہیں۔

حضرت امام بیہم کا منبت حضرت سلطان نور الدین محمد بن گیارہ شاہ غازی چکنو دوسو چھوڑا ہی بریں ہوئے
 کہ کتاب اسے مستند و معتبر مثل تذکرۃ الاولیاء و سیرۃ الاولیاء و گشت اولیاء سیرۃ السالکین و سیرۃ المعارفین
 و سیرۃ السالکین و حواشی السالکین وغیرہ سے تالیف تصنیف کی ہے اس میں لکھا ہے کہ حضرت محدوم علام الدین
 علی احمد صابر علیہ الرحمۃ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے جملہ خلفائے بریں بزرگ اور اولیاء کاملین میں
 سے تھے اور حضرت بابا فرید سے علاوہ بیعت ہوئے نسبت فرزندگی اور خواہنہ زادگی بھی تھی اور اسکا سلسلہ
 سادات ہوئے اور نسب شریف انکا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

نسب امام پدیری صابر

حضرت محدوم علام الدین علی احمد صابر بن یحییٰ عبداللہ بن سید فتح الدین سید نور محمد بن سید اشجد بن سید
 عیاض الدین بن سید داؤد بن سید تاج الدین بن سید محمد بن سید فدا الدین بن سید اسماعیل بن امام جعفر
 بن امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین بن سید امام حسین بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

نسب امام پدیری حضرت صابر

ایک والدہ ماجدہ کا نام مبارک حضرت آجرہ لقب بی بی زہیدہ خاتون و دختر خواجہ سلیمان جمال الدین
 بن شیخ محمد شعیب بن شیخ سلطان احمد بن سلطان محمد یوسف بن شیخ محمد اکبر بن احمد یوسف شاہ
 بن شہاب الدین عرف غریخ شاہ بادشاہ کا بیٹا۔

اور ایک نسب امام پدیری

حضرت علامہ الدین صابر بن حضرت عبدالرحیم عبدالسلام بن حضرت شاہ سیف الدین بن عبدالوہاب
 بن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ الداعی کونسا صحیح نسب امام ہے۔

خال پیدائش جن حضرت صاحبزادہ

کتابچہ انفریدی میں لکھا ہے کہ حضرت بابا فرید الدین حسود گنج شکر کی والدہ ماجدہ حضرت خاتون خواجہ سلیمان جمال الدین نے اپنی بیٹی باجرہ طہق بنی بی حیدر خاتون کا عقد نکاح شیخ شریف الدین سیاحی سے کیا۔ ۱۰۵۶ھ میں شب پنجشنبہ کو بوقت غشا کے حضرت عبداللہ سے کیا اذن متقاضین سے تہنیت گیارہویں ماہ ربیع الاول ۱۰۵۶ھ میں شب پنجشنبہ کو بوقت اخیر تہجد کے بعد گزرتے ہوئے پانچ نوں مدت حمل کے حضرت قدوہ سالکین زبدۃ السالکین حضرت مخدوم غلام الدین علی احمد صابر قدس سرہ کتم عدم سے عالم وجود میں جلوہ افروز ہوئے۔

کتاب برقی ہلال میں لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم غلام الدین علی احمد صابر علیہ الرحمۃ کا زمانہ ولادت قریب آیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خواب میں اپنی والدہ ماجدہ کو فرمایا کہ بیچو بچہ اس کے شکر میں ہے جب پیدا ہوا اسکا نام علی رکھنا آپکی والدہ ماجدہ کو عالم رویا میں جناب سرور کائنات معجزہ موجودات حبیب خدا شافع روز جزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام اس بچہ کو محمد رکھنا جس آپکی پیدائش ہوئی اسکی صبح کو حضرت خواجہ خضر قلندر از وضع میں آئے کہ تشریف لائے اور آپکو آپکی والدہ ماجدہ کی معرفت گہر میں سے سنگہ اکرا آپکی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اسکا نام غلام الدین رکھنا چاہئے اور پیر نے صابر کہا اور اللہ نے مخدوم کیا اسلئے اچھا نام مخدوم غلام الدین علی احمد صابر ہوا اکثر بابا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ علم ظاہری و باطنی میرا حضرت سلطان نظام الدین بدایونی دہلوی کو پہنچا اور علم سینہ گیر حضرت مخدوم غلام الدین علی احمد صابر کو چھوٹا حضرت پیران پیر قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعد عقد نکاح میرے حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرہ سے ہے جو شجرہ نبوی سے

غوث الدجل قاتل نے مجا کو بھیجی من حسن رضی اللہ عنہ کے اور ایک جنگو اور ایک علی احمد کو عطا فرمایا اور
 وہ راجہ گھریب کی علی احمد تیری فرزند کی ابن فرزند کی پیدائش ہو گئی جن کی شے لڑکے عبد الوہاب
 بنام اور من قرار گیا اور ان کی جانب پشت بہنیں کی اور بتاریخ ستر ہویں شعبان المعظم ۱۱۳۵ھ روز شنبہ
 پنجشنبہ کو عبد الوہاب کی والدہ حضرت مخدوم صاحبہ پیدائش ہوئے اور بحرچوہ سال اور بتاریخ نور رمضان
 المبارک ۱۱۳۵ھ بروز یکشنبہ نکاح ایک بموجب حکم باطنی کیسا بہتہ مساقہ شام بی بی بنت عثمان بغدادی
 بہشتیہ ہو حضرت شاہ عبد الوہاب سحر بر فرماتے ہیں کہ بتاریخ گیارہویں ذی قعدہ ۱۱۳۵ھ روز دوشنبہ
 بوقت پہنچ حضرت عبد الرحیم عبد السلام یعنی والد ماجد حضرت مخدوم صاحب پیدائش ہوئے جب عمر فریب
 حضرت عبد الرحیم عبد السلام کی اٹھارہ سال کی ہوئی تو بتاریخ سترہویں ماہ الحج بروز شنبہ بوقت عصر
 حضرت عیسیٰ پانچویں فرزند شاہ عبد الوہاب کے بہتہ پر عبد الرحیم عرف عبد السلام کو ایک وقت میں
 بیت ذوالہمت سے مشرف کیا حضرت عبد الرحیم عبد السلام سحر بر فرماتے ہیں کہ بتاریخ گیارہویں
 محرم الحرام ۱۱۳۵ھ بروز شنبہ حضرت ابو القاسم کہ گامی عیسیٰ علیہ السلام ابدال مجا اپنے ساتھ واسطے
 نکاح کے موضع کوٹوال علاقہ پہال پور ضلع ملتان پنجاب میں بطالب بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ
 روانہ ہوئے اور تیسرے روز چھوٹے اور بتاریخ سترہویں جمادی الثانی شنبہ بوقت عثمان کے بابا
 صاحب اپنی ہمشیرہ کا نکاح کیے ساتھ گریا اور نکاح سے پہلے ایک نوٹ شریف منسلک تھا کہ
 میرے داماد کو پشت تک آگیا تھا اور بتاریخ گیارہویں بیس اثنی عشر ۱۱۳۵ھ شنبہ جمعہ کو وہ نور مجوسی
 منسلک ہو کر بطن مادر مخدوم صاحب میں پھیرا اور بتاریخ اونیسویں بیس الاول ۱۱۳۵ھ شنبہ جمعہ کو ہجرت
 وقت حضرت مخدوم صاحب قدس سرہ سے ظہور اجل فرمایا آپ کی دایہ نے دیکھا کہ آپ کا منہ کعبہ

کب طرقت تھا۔ جو وقت آپکی دایہ نہماہ بھری تھی آپکو واسطے غسل دینے کے چہرہ اوتھام بدن میں اس کے
 سوزش پیدا ہو گئی پھر وہ بارہ وضو کر کے اور استغفار پڑھا آپکو غسل دیا اور بعد غسل کے آپکو کھینچ کر
 عوث پاک پہنائی بعدہ گود میں لیکر بیٹھ گئی اپنے نائب چہرے نظر کی تو ہنکرو ہو گئے اسے نہ جان نظر
 آنے لگا۔ اپنے سات ماہ میں روز کمال دو وہ تین یا اس کے بعد ایک ال کال یہی طور رہا اور ایک
 روز دودھ پیتے روزہ رکھتے تھے جب سال کے ہونے تو تیسرے روز دودھ نوش فرماتے گئے
 آپسے ہر روز دو چار کہستین ٹھہور میں اتنی تھیں۔ چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ تھانج سالوں میں اتنی
 ۵۹۲ھ شبہ کے دن والد ماجد آپ کے مراقبہ میں تھے ایک سانپ گر والد صاحب کے آپ کے آنکھوں میں
 دیکھا کہ ایک سانپ شکل ہیسیب، وٹکرے کیا ہوا پڑا ہے والد صاحب آپکی والدہ ماجدہ کو چکا پاد اور
 مال کھا والدہ صاحبہ نے آپکی یہ فرمایا کہ میں بھی یہی خواب دیکھ رہی تھی کہ خدو و فوج مجھے کھجے کہ آج
 کوئی سانپ میرے خاں کو نہ کھاٹے گا ادا کر کھاٹے گا بھی تو ہرگز اثر نہ کرے گا کہیوں کہ میں نے سانپ کو
 سہرا کر دیا اللہ ہے اور تمام رفتے زمین کے سانپ مجھے عہد کر گئے ہیں۔ آپسے تیسرے
 برس خود بخود دودھ پینا چھوڑ دیا۔ العرض بعد وفات شریف آپ کے والد ماجد کے آپکی والدہ صاحبہ
 معہ ابوالقاسم گرجا گاہی کے آپکو لیکر پاک ٹپن شریف روانہ ہوئے۔ شہر سورجیان العظمیٰ لکھنؤ کو پہنچے
 گیارہ روز میں اپنے حقیقی بہائی بابا ابراہیم صاحب کچے شکر کے پاس شہر پاک ٹپن میں بچھو غین اور
 صاحب کی کمان میں اس زمانے کو آپکی غلامی کی واسطے لائی بیویں بابا صاحب نے فرمایا کہ میں اس صاحبہ سے
 پہلے ہی مطلع ہو چکا ہوں بعد تین برس ان کو طریقہ تعلیم سے فیضیاب کر دیا۔ اس عرصہ میں آپکی والدہ
 صاحبہ نے بھی قیام فرمایا آپ نے ہمیشہ تین یوم روزہ رکھ کر چھتے روز بقدر ضرورت کھا پیا اور عیدین سال میں

بابا صاحب نے اس قدر علم ظاہری و باطنی حاصل کر لیا کہ دو سو چھیالیس سال میں جہاں نہ گزرتا بعد از ان
 بتاریخ پنجشنبہ ۱۱ شوال ۸۰۰ ہجری بروز پنجشنبہ قبل نماز مغرب مخدوم صاحب کو اپنی ہاتھ پر بیعت و تہنود
 اور اجازت سے مشغول فرمایا بابا صاحب بعد نماز مغرب گھر میں گئے والدہ صاحبہ آپ کی کہنے لگیں کہ
 ہائی میرا لڑکا پہو کا نر ہے۔ اگر زندہ رہی تو بعد باہر ہر س کے آکر اسکا بیاہ کر دگی بابا صاحب نے نوں
 باتوں پر مسکرائے اور مخدوم صاحب کو بلا کر ارشاد کیا کہ تم فقیر ہسا کیوں کو لنگر تقسیم کیا کرو یہ سنکر والدہ
 صاحبہ مخدوم صاحبین اور مخدوم صاحب ایک عرصہ تک جھٹے تھے صبح کو والدہ صاحبہ مخدوم صاحبہ ابوالقاسم
 گریگامی جلی شین بابا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ ۲۷ محرم الحرام ۸۰۱ھ زوال کی وقت میرا لڑکا
 نعیم الدین آپ کے حجرہ میں چھانکنے لگا اسی وقت استعقرار کیا مرا گیا دوسرے لڑکے فریچنٹ نے بعد
 ایک سال بتاریخ ۱۱ شوال ۸۰۱ھ حجرہ کی طرف منہ کر کے ہتھوری دور پر پیشاب کیا اسی وقت ایک
 بچہ پڑنے لگا مازا فرادوان بن گیا ہوا تیسرے لڑکے عزیز الدین نے بعد ہوا تیس سال ۸۰۳ھ لنگر خانہ
 میں جا کر با وضو ابوالقاسم ہنداری کو نمائش کی کہ لنگر خانہ خود تقسیم کیا کرونگا تو کیوں کہ کتابے نگر خانہ
 ہمارے پاس ہے جب عزیز الدین چلے گئے تو مخدوم صاحب لے آئے اور ہنداری جو صاحب گیا
 راستے تقسیم کے ابوالقاسم نے کہا کہ اب ایک حصہ بھی باقی نہیں ہے تب آپ نے فرمایا کہ خود ہی اپنی
 رنگیا اپنی زبان مبارک سے یہ کلمہ نکلا ہی تھا کہ فوراً عزیز الدین کہ جسم سے روح پرواز کر گئی گذشتہ ہر سہ
 واقعات کی خبر علم ابدال کے مخدوم صاحب کی والدہ ماجدہ کو ملکہ ہر ات مالک کی آپ کی والدہ صاحبہ
 اس خبر کے سنتے ہی واسطے معذرت کے بتاریخ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۸۰۳ھ جمعہ کے دن عصر کی وقت
 پاک پٹن میں پہنچیں بعد عذر معذرت کے مخدوم صاحب کے بارہویں شکایت کی کہ میں کھ گئی تھی کہیں

صابر کو جھوکا کر کہا۔ مگر تم نے ایک لڑکی! اس کو کھانا اندیا بابا صاحب نے جواب دیا کہ مجھے تم سے
 سامنے لنگر تقسیم کرینا حکم دیا تھا اس پر مخدوم صاحب نے فرمایا کہ لنگر تقسیم کرینا حکم دیا تھا تاکہ تم
 بعد کچھ عرصہ کے آپکی والدہ صاحبہ نے بابا صاحب کے سواں شادی مخدوم صاحب کے کیا بابا صاحب نے
 ہر چند سبھا یا کہ مخدوم قابل شادی کے نہیں تھے ہر وقت حالتِ جذب میں رہتے تھے مگر والدہ
 آپکی نانا بابا صاحب نے مجبوراً باصرار اپنی ہمیشہ کے اکیس سال لڑکھن کے روز پانچ عشرہ و منہ
 نکاح مخدوم صاحب اپنی دختر نیک اختر خدیجہ بیگم عرف شریف بنت بی بی قابون دختر سنان خانہ
 غلامت الدین سے کر دیا شب آپکی والدہ صاحبہ نے اپنے حجرہ میں چراغ روشن کیا اور دہن کو اندر حجرہ کے
 بجیکر آپ دروازہ پر بیٹھ گئیں دہن بالوب کھڑی رہیں جو وقت آپکو مراقبہ سے ذرا فریفت ہوئی تو کہنے لگی
 پھر کر دہن کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تو کون سے دہن نے جواب دیا کہ میں آپکی زوجہ غوثی کہنے لگی کہ خدا
 اوس کو زوجہ سے کیا کام ہے معاً اویس وقت متلہ نکلا تمام جسم دہن کا جن کرناک نہ آیا ہو گیا
 والدہ صاحبہ نے چاہا کہ جا کر نہایت گروہن حجرے کی کڑی کھوکھو لکر اندر گئیں تو دیکھا کہ دہن گروہن آپکی
 والدہ صاحبہ نے مخدوم صاحب کی پشت پر دو ہتھ ماری اور کہا کہ میں یہاں کو کیا ہوا ہے وہی پھر
 اویس روز آپکی والدہ بعارضہ بخار میں مبتلا ہو گئیں اور تین روز اور تباہی و زحمت ۱۲ روز جمعہ
 مغرب کے بعد استغفار سے انتقال فرمایا ابو القاسم ہنداری نے آپکو اس بسانہ غم افزا کی خبر کی پس لکر
 آپ اندر حجرہ کے گئے پہرا مسقر صوبے کے دو سال گاہل حجرہ سے باہر نہ نکلے آخر تارخ، احقرم الحکم
 ۱۲۳۷ھ کو بابا صاحب آپکے حجرہ میں گئے دیکھا کہ بالکل محوین تب بابا صاحب نے بیات با کلمہ نہاد
 آپکے کان میں کہا جس سے مراقبہ فاسد نہ رہے بقا کی بنو جہ سے بابا صاحب کے سلام کیا اور آپکی سانبہ

حضرت ابوبکرؓ بعد ازان بابا صاحب فاضل متعالیٰ طبیعت کے ایک جلیلہ بن شہر فاذان
 چشتیہ بن شہر فاذان اور ان کے خیر خدہ چہرہ یا ادبی روز سے مجذوم صاحب اپنی خدمت میں
 رہنے لگے پھر آپ کو استعراق ہوا بعد ازان ایک محفل ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۵۰ھ کو اس کے روز حضرات اولیاء
 مرتبہ بنی اپنی اور ولایت شہر کلیری اور خطاب باطنی سے آپ کو مطلع کیا اور آپ بتایا ۱۵ ذی الحجہ ۱۰۵۰
 پیر کے دن کلیر شریف لگے اور سیم عظم پڑھنا شروع کیا ایک دن ۱۶ محرم کو ظہر کے وقت کلیر میں
 داخل ہوئے اور سہ ماہ گلدازی کے حکم پر قیام پذیر ہوئے بعد نماز عصر کے جامع مسجد کلیر میں لوگوں کو
 تلقین کرنے کے حال میں غلغلہ ہوا کیا معتقد ہو گیا تھا اس سے بلند آواز سے لوگوں سے کہا کہ یہ خطاب
 ہند سے ہیں انکی اطاعت کر کے مقصد دینی و دنیوی حاصل کرو لیکن حاضرین میں سے جو قریب دو ہزار
 آدمی تھے کسی نے یہ دعویٰ قبول کیا آپ کی دو تین مرتبہ کی ہدایت کے بعد قاضی تبرک امام جامع مسجد سے
 شکایت کی ان کے بتا دیے ۱۹ ذی الحجہ ۱۰۵۰ کو ذمہ دار رئیس کلیر صاحب محمول مسجد میں واسطے خارجہ کے آیا
 اور مجذوم صاحب سے دریافت کیا اگر آپ اقطاب ہند ہیں تو بتائے کہ میری بکری جو وعدہ تین ماہوں
 غائب ہو گئی ہے اگر آپ یہ بتا سکتے ہیں تو بیشک ہم آپ کو اپنا پیشوا مانگے مجذوم صاحب نے یہ سن کر فرمایا کہ بکری
 کھانیوں کو حاضر ہوں اس لئے ساتھ ہی ساتتیس آدمی کلیر سے مجذوم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو
 ان سے مبارکباد کہ فرمایا کہ بکری بکری ان ساتتیس کلیر کی کھانی ہے وہ لوگ صفات انکار کرنے
 لگے آپ نے فرمایا کہ دیکھو اب مجذوم فاضل ہوتا ہے وہ در نہ ہوا وہ ادب نہیں ہے جب بھی انکار کیا آپ نے
 ذمہ دار سے کہا کہ تم اپنی بکری کا نام لیکر بکارو جب ہوا ان سے بکری کا نام لیکر آؤ دی فوراً سب کے
 پیٹ پر علی علیہ و آوازی کہ میرا اس قدر حصہ ان لوگوں کے پیٹ میں ہے ذمہ دار نے اپنی کراہت

اور قلیت کا قائل ہوا۔ مگر قاضی تبرک نے کچھ لکھ کر یہ جادو ہے دلوں ان لوگوں کے پہنچانے سے کہنے لگا کہ
 آپ جادو گر ہیں آپ نہیں اور لکھا کہ مجھے بھی آج سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے ہوئی ہے پھر پڑھی
 شہادہ کو پڑھنے کل معاملات کی ایک عرض و شہادت بدست مولانا عبد اللہ ابدال کے بابا صاحب کی پختہ تھیں ان کی
 بابا صاحب نے تاریخ اکبر ذی الحجہ ۱۰۷۵ھ کو ایک فتویٰ حدیث و قرآن سے تیار کیا اور مامورین عالم کو
 جہڑوں سے مزمین کر کے بدست علیم اللہ ابدال منگل کے ذہن قاضی تبرک کو دیا گیا تاہم یہ ہے جو کو پاک کر کے
 پشت جواب لکھا کہ امامت ہماری قدیم سے ہے ہم تم کو اپنا امام نہیں بنا سکتے اور وہ فتویٰ چاکر وہ
 بدست حضرت بن فتحان مخدوم صاحب کے پاس روانہ کیا اپنے اوس فتویٰ کی سرورۃ تعلیم کی اور کھانا بھی
 لکھا کہ تو نے میرے مولا کی لکھی کو چاک کیا لہذا میں نے آج تیرا اور تمام اہل تملیک کا نام نوح منقول ہے
 کاٹ پایا اور بطور یادداشت لکھ کے اپنے ۱۲۴ ذاجچہ کو اپنی عرضی اور وہ استفتا پٹیا پر خدمت میں بابا صاحب
 روانہ کیا بابا صاحب نے بھی اس واقع کو بطور یادداشت کے لکھ لیا اور حجرہ میں بچے گئے اور بعد تیرہ روز کے
 ساتویں محرم ۱۰۷۵ھ کو منگل کے ذہن باہر تشریف لائے اور بخط نصیحت آئینہ زموان کو تحریر کیا ذہن اب
 پہنچانے قاضی کے اسناد کو چاک کر کے لکھ دیا کہ ہنگو تمہاری امامت منقول نہیں حضرت مخدوم صاحب نے
 وہ نامہ چاک کیا ہوا اور ایک عرضی جس کا مضمون مختصر یہ تھا کہ فقہ کو اب تاب خط نہیں اب بہت حد
 گزرا ہے۔ آئندہ حضور کو اختیار ہے۔ یہ عرضی لکھ کر بدست علیم اللہ ابدال کے آٹھویں محرم ۱۰۷۵ھ کے
 روز روانہ کی تاکہ کہہ دی کہ ایک پہر سے زیادہ تو فتنہ نہ کرنا جب یہ عرضی پاک ٹپن میں لیکر پہنچے تو بابا
 صاحب نے فرمایا کہ نظم اسی وقت جاو قاضی تبرک ذہن میں کلیر کا نسب ہے آؤ علیم اللہ ابدال قیام
 نسب نامہ لیکر کھینچے اور اسی روز آٹھویں محرم کو نامہ بابا صاحب لیکر کلیر روانہ ہوا وہ پٹیا کیا اپنے پاس

چڑا اور بتایا کہ محمد ﷺ حجرات کے لئے عزیمت فرمایا پھر آسمان کی طرف منہ کیا تمام زمین کلیہ کی طرف
 لگا رہی تھی جو کی اذان تک ساتھ مرتبہ زلزلہ آیا نماز کے وقت قافلی مہرک فریوان معہ قیرہ ہزار
 آدمیوں کے نماز کو گئے اور اس وقت آپ نماز کو نشر میں لے گئے اور ہدایت کی اگر آج بھی ان لوگ
 توفیر و نہ سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس پر بھی کوئی نما نا ہلاک ہو مسجد میں بیٹھنے کی بھی جگہ نہ ہی یہاں تک کہ
 آپ سیر ہوئے قریب آگئے اور عظیم اللہ ابدال بھی آپ کی پشت پر کھڑا ہو گیا نماز شروع ہو گئی اور جب
 تمام اہل مسجد رکعت میں گئے تھے مسجد سے فرمایا کہ اب تو بھی رکعت میں آ جا کیا دیر ہے مجھ کو لپکے فرمایا
 فوراً مسجد اٹھ گئی تمام رومی دب گئے سماہ گلزاری رومی ہوئی آئی کھٹنے لگی کہ میرا لڑکا بھی نماز کو آیا تھا
 وہ دب گیا اپنے عظیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ نیچے کی سیر ہی پر ہمارا نام بیکر لڑکے کو آواز دو عظیم اللہ ابدال نے
 ایسا ہی کیا فوراً آواز دیتے ہی گلزاری کا لڑکا زندہ نکل آیا۔ خدا کا شکر کیا پھر رومی صاحب نے
 گلزاری اور جو لوگ موجود تھے ان سے کھا کہ اندر بارہ پہر کے بارہ کوں باہر شہر کے چلے جاؤ
 کیونکہ تمام زمین کلیہ کی اہل بائگی پر غمگوارہ نکلے گی اوسکے بعد آپ جاسے قیام پر لے آئے اور ہوا قلعہ کی
 طرف لپک کر نہایت عظیم اللہ ابدال کے روانہ کی اور ہدایت کی واپسی میں میرے سامنے نہ آنا۔ بلکہ نہایت
 پیچھے سے آنا عہدہ بارہ پہر کے بعد آپ پر حالت عبدیت طاری ہوئی بتایا کہ ۱۲ محرم ۱۰۷۰ شہد
 یکشنبہ کو اس جگہ پہرے ہوئے کہ جہاں اب رخت گولڑ ہے اور جہاں آپ کا مزار ابرار کی ایک ٹھکانہ
 زمین کا جو ہائے قیام سے گمات قدم پر ہے جانب مغرب اور مشرق قدم شرق اور الکیں قدم
 جنوب میں ان مقامات کو اپنے آتش تہرانی سے واسطے محفوظ رہنے کے اشارہ کیا اور گولڑ کے
 درخت پر نہایت لگا کر اور بائیں ہاتھ سے ٹھنی درخت گولڑ کو پکڑ لی اور داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت

طرف آسمان کے کر کے ہٹی اپنی بند کر لی برابر دیکھا کہ آسمان کی طرف سے ایک نورانی ہوا
 آئی اس کے بعد حق تعالیٰ نے عرصہ میں آنکھیں کھولیں جون ہی نگاہ غضب میں پہنچی نورانی ہوا کے پیر
 نکلی اور قطعات زمین کے اور گولہ اور حق کو اس میں گئی تھی چھوڑ کر چاروں طرف سے چرخ کو جلائی ہوئی
 جب بارہ کوں پر پہنچنے لگی اور شعلے آگ کے جانب سماں جانے لگے تھوڑے عرصہ میں تمام
 باشندگان شہر کا یہودی کیا حیوان بلکہ خاک سیاہ ہو گئے ۵۷۵۲ھ تک یہ حال رہا مخدوم صاحب
 اس سانحہ کے بعد بارہ برس تک گولہ کی ہٹی پکڑنے پکڑے رہے جب یہ خبر بابا صاحب کو پہنچی
 تو پتہ فرمایا کہ کوئی ایسا ہی کہ جو مخدوم صاحب کے بیٹھا رہے اسی وقت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی نے
 عرض کیا کہ انشاء اللہ فقیر جا کر بیٹھا دیکھا شمس الدین مخدوم صاحب کے پاس گئے پشت کے پیچھے آگے
 کھڑے ہو کر قرآن شریف کچھ توالی شروع کی اپنے آنکھیں کھولیں اور کھانکے شمس الدین پتہ جا
 عرض کیا کہ میں کیسے بیٹھوں جب تک آپ بیٹھیں گے مخدوم صاحب بھی بیٹھ گئے فرمایا کہ اسے شمس الدین
 کیا جانتا ہے۔ شیخ نے عرض کیا کہ حضور کی خدمت چاہتا ہوں اپنے فرمایا اچھا ہو۔ مگر جانتے سے
 کہی نہ آتا۔ اب مختصر حال آپ کے وصال کا لکھتا ہوں جو صحیح واقعہ ہے مروایت ہی کو جسے شمس الدین
 ترک پانی پتی خلیفہ ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہے اور ایک حکم کی تعمیل کرتے رہے اسے عرض
 شیخ صاحب کبھی تغیر تبدیل موکم کا معلوم ہوا۔ ہر دو موکم ہمارا کا معلوم ہوتا تھا۔ تاہم یہ مختصر
 بدہ کے دن صبح کے وقت آپ شیخ صاحب فرما سہو گئے کہ اسے شیخ خلیفہ امیر جو علامہ الدین غوری
 فتح تہنین ہوا تھا اب حکم خدا تمہاری اونٹنی کے اشارہ سے اس کی سرجے کر گئیں اس تم جاؤ شیخ
 عرض کیا کہ اب حضور سے ایک ملاقات ہوگی مخدوم صاحب کے گدا کہ نہا رہے تھے ہمارا حال ہوگا

بعد وفات کے تھے ملاقات ہوگی۔ شمس الدین نے عرض کیا کہ ذرا دم کو کس طرح وفات کی خبر ہوگی
 اپنے فرمایا ۱۲ ربیع الاول ۷۹۷ ہجری کے روز میری وفات ہوگی۔ تمہاری اوس روز کرامت
 ظاہر ہوگی علامت اوسکی یہ ہے کہ آندھیری رات ہوگی اور ہوا ایسی تیز چلے گی کہ تمام لشکر کے
 پیراں بکھل ہو جائیں گے۔ مگر تمہارا چراغ ایک نقطہ روشن رہیگا۔ اوسی وقت بادشاہ سنے گا اور
 وہ تیسے دعا پڑھائیگا پس تمہاری قلعہ کی جانب اڑھائی فوراً بڑھ کر جائیگا۔ لڑائی تمہارے نام
 فتح ہوگی اور بعد ازاں قلعہ فتح ہوگا خواجہ شمس الدین بہت روتے کہ انوس پیر مرشد سے ملا
 ہوگی۔ پس خواجہ شمس الدین اوسی روز پیر کنی خدمت سے رخصت ہو کر تباہ ۲۹ مذکور ہر وزیر کے
 شہر امیرین میں داخل ہوئے جاتے ہی فوج شاہی میں لازم ہو گئے بادشاہ نے ہر نذر سی خیموں کی بنائیں
 حکم دیا کہ وہاں ایک ملازم تلاش رسوئے جولاہوں میں گیا اسلئے ضرورت زیادہ ہوئی کہ پہلی سی ہو
 سزاب کمزور ہو گئی تھی اوس قوم میں ایک بی بی تھا اوس نے ملازم شاہی سے دریافت کیا کہ جھڈر
 تھکوت درکار ہے سات چلو میں دوں گا۔ الخبر من وہ ملازم شاہی اوس بی بی کا مل کیا کہتا گیا
 اوس بی بی نے کہا کہ میں جا کر ایک نلی سوت کی (سبوح) یعنی گھڑا میں لادی موندہ پیکر اڑھک دیا
 اور سوت کا سراسر سپاہی کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ اسکو لیجاو حسب قدر رسی تھک درکار میں بناو یہ تاگا
 ختم ہوگا۔ بفضلہ خدا یہ اطلاع بادشاہ کو دی گئی اس کیفیت کے معلوم ہوتے ہی بادشاہ پایادہ
 اوس بزرگ کے پاس گئے اور فتح کی درخواست کی اوسنے کہا کہ میں فوج شاہی کا اہل خدمت نہیں
 اس خدمت آپ کی فوج میں موجود ہے تم اوس سے دعا کے خواستگار ہووہ انکو دعا کریں گے تو فوراً
 قلعہ فتح ہوگا بادشاہ نے کہا کہ میں کونکر اونی شناخت کروں گا۔ مرد بزرگ نے کہا کہ انکی پہچان

یہ ہر ایک رات بڑی کثرت سے بارش ہو گئی اور ہوا بھی اندھ زور کی طرح لگی جس کے نتیجے میں گویا ایک
 ایک جھمکے ہوئے قدم کا نگر لگا اور اسی ڈیرہ کے پہلے یعنی روشن رہیگا۔ اس وقت تمام اگر تلاش پانی کرنے کے
 وہ اہل خدمت لجاویں گے بادشاہ واپس آئے اور وقت مذکور کے منتظر رہے تھے جن کے میدان جنگ
 ایک یا تھا جس کا پانی کے خراج میں آتا تھا اوس سال اس قدر جاڑہ تھا کہ پانی برتنوں میں جمع ہوتا تھا
 اس قدر پانی ٹہنڈا پانی ہوتا تھا کہ بمشکل تمام وضو کرتے تھے۔ مگر جس جگہ خواجہ شمس الدین دریا میں
 وضو کرتے تھے حکم خدا سے جس جگہ خواجہ وضو کرتے تھے اوس جگہ پانی گرم رہتا تھا۔ ایک ایک
 وقت معمول صبح کی وقت بادشاہ سونے سے اٹھتے اور وضو کے لئے پانی طلب کیا ایک خادم
 باد چکی خانہ میں پانی لینے گیا تمام برتنوں میں تلاش کیا پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ باد چکی نے سقو
 بلا کر کھا کہ جلد دریا سے پانی وضو کے لئے بادشاہ کے لاؤ قدرت خدا سے ہر شے انور میں جگہ کا پانی
 لایا جان خواجہ شمس الدین وضو کیا کوٹے تھے۔ پانی گرم پایا حیران تھا بولا خدا یا پھر دریا کا پانی
 کیسے گرم ہے۔ الغرض وہ پانی بہر کو مشک لگیا اور ہنسنے سے یہ قصہ عجیب بیان کیا ہنسنے ہی اسی
 پانی کا ٹوٹا بہر کر شہ کیلئے وضو کوٹے کیا۔ اور عرفین کیا کہ بجائے سقو سے نہری سے ہے کہ دریا میں ایک جگہ
 گرم پانی ہے۔ اور یہ پانی میں اسی جگہ سے لایا ہوں بادشاہ بعد ازلے نماز سقو کو ہمراہ لیکر
 دریا پر تشریف لگے اور حسب نشان ہی سقو کے دریا میں ایک جگہ پانی گرم پایا جب بادشاہ کو
 یقین کامل ہوا کہ مشک کوئی فوج میں ولی کامل ہے۔ اور یہ گرم پانی اسی کی وجہ سے ہے۔ قصہ
 تاریخ تیرہویں اور گیسٹ الاول ۱۰۷۵ھ کو جب چپ گیا اور شب بخشن ہوئے بقول اوس بزرگ کے
 قول پورا ہوا یعنی بارش شروع ہوئی ہوا زور سے چلی کے چمکے گر گئے بادشاہ فوراً لشکر میں گئے اور

اس خدمت فوج کو تلاش کیا چنانچہ بکے خیمہ گر گئے تھے۔ حضرت ایک خیمہ خواجہ شمس الدین کا سلام
 پایا اور خیمہ غلطی روشن پایا آپ تلاوت قرآن شریف میں مصروف تھے بادشاہ نے جا کر سلام کیا
 اور دعا کے سچے ہوئے اپنے بادشاہ کے حق میں دعا کی وہ دعا خواجہ کی درگاہ روضت میں قبول
 ہوئی صبح کو بادشاہ نے فوج کشی کی بصفہ خدا تلمعہ امیر فتح ہوا۔ اس وقت خواجہ شمس الدین کو
 اپنے پیر یعنی خذوم صاحب قول یاد آیا کہ ضرور انتقال ہو گیا ہوگا اپنے اپنا قرآن شریف بدست
 بخشی فوج کے مبلغ تیار ہوا روپیہ کو ہدیہ کیا اور قیمت مذکور میں سے پندرہ گہ پارچہ اونی سبز رنگ
 اٹھ روپیہ کا اور دو گہ پارچہ سفید اونی ایک روپیہ کا جو دفن کن میت کیلئے کافی ضروری تھا خرید
 اور کھڑے باندھ کر کلیہ کو روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے ہونگی جو اچانک ایک ٹھوکر لگی کہ زمین پر گر پڑے
 جب اوٹھ کر دیکھا تو ایک پیر میں پایا آپ پیر کے قیام پر پھوپھے تو وہی دیکھا جو پیر نے فرمایا تھا۔ اور
 تھپاک بجان درخت گولہ کے نیچے پایا اور ایک شیر حفاظت کے لئے پاس کھڑا ہے۔ پس شیر
 آپ کو دیکھتے ہی چلا گیا جنگل کو چلا گیا اور خواجہ شمس الدین نے حضرت خذوم کے جسم اٹھ کر غسل دیکر کفن
 پہنا کر جنازہ تیار کیا اور جدا افسوس کہ ایسی بزرگ شیخ کی جنازہ کی نماز میں تنہا پڑھوں۔ ہنوز یہ کلمہ
 افسوس ختم ہوا تھا کہ دور سے ایک صاحب جمال لباس صابری منہ پر نقاب ڈالے گھوڑے پر
 سوار نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے جانب غروب سے نمودار ہوئی فوراً گھوڑے سے اتر کر نماز جنازہ پڑائی
 جب سلام پھیرا تو ہزاروں مقتدی پیچھے کھڑے تھے بعد سب ملکر جنازہ کلیہ میں دفن کیا اور اپنی اپنی
 راہ کو راہی ہوئے پھر وہ امام گھوڑے پر سوار ہو کر ارادہ چلنے کا کیا خواجہ شمس الدین نے نام نشان
 دریافت کیا کچھ جواب نہ دیا بعض لکھتے ہیں کہ خواجہ شمس الدین نے اوٹھ کر نقاب چہرہ سے اٹھایا

۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

عاصمی دعا گو حاجی مشتاق احمد خلیف مولانا محمد حسین بی
مولانا محمد ناصر مرقوم معذور ہوا و انوار محمد پیر غیب

مسیح زیدم ہے یا کر امانت۔ لست اللہ علی الکافین۔ جن صاحبان کو دولت کا ایسا شوق ہے
مسیح زیدم کہنا یا تم بکرنا منظور ہو تو ہم سے معلوم کریں ہم بہت جلد تیار ہو گئے اور اس میں کسی طرح سے نہ ہو سکتا ہے یعنی یہ عمل اس سال
ہو کر جاتا ہے شاہنشاہین بزرگ کے فوراً حاضر ہونے کی جو حال معلوم کرنا چاہو معلوم کر لیں۔ علاوہ اسکے کل ہزاروں کا
علاج کرنا اور جو چاہو معلوم کر لو جب کہنے والا عامل ہو جاوے گا تو ہم مبلغ بچاس روپیہ لینے لیکن اول روپیہ کو پروردگار
اطمینان کر لینے۔ اور ہم ہر قسم کا علاج کرتے ہیں اگر ہچکچاہٹ ہو یا کینا تو زوارہ دینا ہوگا اور ہر قسم کی علاج

مرزا ابوالفتح محمد علی صاحب
کتابین سلطان محمود
علاء الدین محمد قاسمی

جہاں کرتے ہیں : فادام اللہ! رعاہل محمد! یوسف علی مراد! ہاؤ محلہ طوبیہ ۔

خبرِ قوالی

ہمہ چیخ و زہی نے شاہ سراپا تیرا
طلعت کفر مٹی نورِ جہان میں پہلا
شکرِ برون نے پڑا دستِ بارک میں
عرش پر جب شبِ معراج سواری پہنچی
منع کیو نکلت چلا جائیگے وہ بالین پر
اپنی اکھوتیں کر لون پہی جنسین کو گردن
کیا ہوا بلند یہ موسیٰ کو اگر بلوایا
تیرے دراج کی غزلوں کو ملی یہ شوکت

بے یکجا تھے بس جو گیشا تیرا
حق نے ظاہر کیا جب چاند سا چہ تیرا
پڑھ لیا گویا بتوں نے بھی تو کلمہ تیرا
صاف ہے پردہ کیا حق و نظا تیرا
نہت خفت مری چمکیگا ستارہ تیرا
مچھو بجائے اگر کش کف پا تیرا
عرش پر تنجک بولا ہے تیرے تیرا
شعر کرتے ہیں ہر شعر یہ تیرا

مستمر کہ

دعوتِ عشق کریں ساری خدا والے
کوئی اشتاقِ عاشقان نہ بگا تیرا

یہ نورِ خدا طورِ موسیٰ انہیں ہے
لگی عشق کی چوڑی جس دل پہ لہر
صبا حال اور نہ خدا را یہ کہنت
پہر و سا تمہارا ہے حضرت و گرتہ
ابھی چاہ یوسف کو بھونی زلیخا
بجز عشق حضرت میرین ملین کچھ بھی

ابھی روتے حضرت کو دیکھائیں ہی
وہ دنیا کی الفت پہ مڑتا نہیں ہی
مجھے دوسرے کا سہارا نہیں ہی
میرا ہندین کوئی اپنا نہیں ہی
مہ مصر کو میرے دیکھا نہیں ہی
حسینوں کا اس مین و انہیں ہی



بس اہل بے سوا کھڑے تباہ ہیں
بقائے ابد ہے یہ مرا بہنیں
کہ وہ زمین دینا میں اچھا نہیں

جو فرض خدا تھا ادا کر چکے ہیں
ترے دشمنین اے خدا کر چکے ہیں
یہاں تو بہت کچھ دوا کر چکے ہیں
یہ وعدہ رسول خدا کر چکے ہیں
ارادہ تو ہم ادا کر چکے ہیں
مطالب خواہ سو دوا کر چکے ہیں
یہاں تک کی ہم التجا کر چکے ہیں

اگر کبھی یہی سہیت میں ہماری تجو ہے تو میں کلیا والے
 ہاں سے گھر کے کاتھے کے اچھون بڑا ہوں میں کلیا والے
 ہماری مینوں میں ہیں رہا ہے تھا راجو بن کلیا والے

تم پہ کہیں نہ سوئے ہو کچھ تو تیرا کو عمری دیکھو
بسیا تو بسے مدینہ نگری کھی نہ لپٹا ہے سد بدی اہری
کہ ہر کوڑا ہو بڑا کہ تہک ہی منوں اکیل بن میں ملک ہی امن
ہوس بھی من میں پر تلے کہی باسے جو اپنے دوار سے

کہ جن سکے جو گن گئے کہ تن میں بہت خون بہن میں کلیا
دکھا دو اگر استہدی نہ ہے یہ ہیئت میں کلیا
نہ کوئی شکی نہ کو ساجی نہ کوئی ساجن کلیا
بنائے کلون کی اپنے چھاڑو بہا روں آگن کلیا

ہو جان چڑا میں آڑی ہے یہ اس متمنا کو لگی ہے
 تمہیں جو سہ پہن دیکھ اپنا رنگ لے چہ تین کلیاں

مغزل صوفی علی جان ہیک آزاد

وحدت یار کا جب ہوش پہ دریا ہوگا
دل پر داغِ مین جلوہ جو عتبار ہوگا
عشق مین مکے جو جیسا مین تیرا اول ہوگا
علم ہوگا نہ معلوم نہ کتابت نہ کتاب
طلب نہ منزل مقصود مین احسن طلب
قلب اسرارِ فی سے جب ہوگا اکا
ربانی کی صدا ہے وہ فراقِ مین
ذوقِ دل کا ہی تفاضل کا بانٹ کہہ

مویج در موج میسے دکا بنیہ ہوگا
 مجمع عام میں وحدت کا نظارہ ہوگا
 نسبت بندگی ابوہیسی تو مولا ہوگا
 کتب عشق غین پہلا سے پہلی لاہوگا
 راہ میں موت جو آجائگی اچھا ہوگا
 فیض اترائے کشادہ میرا سید ہوگا
 نثرانی کا سبق آپکو دینا ہوگا
 عقل کہتی ہے نہیں شرح میں خیر ہوگا

جہتی عالم ایجاد ہے دام محبوب
اس سے آزاد وہی ہوگا جو اپنا

[illegible]

علمی خزائن کے روال

گنج شایگان - شاہ ایران و دیگر تمام راجہوں کی
نقاد پر موجود بین قابل دیدہ قیمت فی جلد ۵۰
نجات جالینوس - طب میں لاجواب ہر نسخہ
تیرہ ہفت ہے - قیمت چھ آنے (۶۰)
دیوان حضرت شاہ خاموش - سہ سو اٹھ سو
صحیح حالات قابل دیدہ ہے اعلیٰ قسم کی قلم قیمت ۵۰
نسخہ کسیر - علم طب میں لاجواب اور اطباء کیلئے
بنایت کا زاد ہے ہر نسخہ آسان ہر بوقت ۱۲
کنز الامرار - مصنف حکیم شیخ کاوچان زیدی اہل تہذیب
حکیم کے چھوڑی پہ کتاب ہے ہر نسخہ کسیر کا مکمل دکھائی
واقعی کتاب قابل دیدہ ہے قیمت صرف ۵۰
تاریخ جنگ روم و یونان - ترکوں کی بہادری نقشہ
سیدان جنگ - تصاویر جو بہادری ترک نے یونان فتح
کیا ہر مسلمان صاحب دین کو دیکھنا چاہیے قیمت ۵۰
راہ دنیا - مشہور معروف شاعرین ناصر شاعر مستند فی

وہ دہائیوں کے خاندان کے ایک دورہ کے شاعرانہ اور تاریخی قلم

وریا فیضان نور شعوائے عجم حکیم علی الدین ابو الفتح محمد علی
نیشاپور علی بن سنہری معہ بنامہ بڑی آٹھ کتاب ہر
سنگرت علم ادب و سنکرت کی پہلا لاجواب مسدود
اس زبان کی جو قدر کتابیں کہیں میں کہیں ہیں یہ ایک کتاب
یہ ہی نہایت خوش خط اعلیٰ درجہ کی اور سلیکٹ میں بھی ہے
سوز وصال - حسینیہ سول - یہ کتاب مذہبی میں لاجواب ہو
۵۰ جہاں کا مجموعہ ہے جسکو ایک دلکش مزہ اہل سنت
کیا ہے اور طریقہ عمل و لطیفہ درود و شریفہ کا اپنی پڑھنے کے
آسان بنایا ہے یہ ہر دور و ہر وقت بھی اس سے بہتر اقتد
کوئی نہیں ہوتی دیکھنے سے آپ خود اتنا زور کی قیمت ۵۰
نفسیہ الشیخہ - اس کتاب میں حالات شیعہ کو سونہ گئے
بین و آذنان لیکن لاجواب ہے میں کہ جس شیعہ کو دیکھیں ہر
خلاصہ عقاید عبد الوہاب کی یہ - خلاصہ مال عبد الوہاب کے
عقاید کا اس سے بخوبی معلوم ہو جائے قیمت جلد ۱۰
۵۰ جہاں کا مجموعہ ہے جسکو ایک دلکش مزہ اہل سنت
کیا ہے اور طریقہ عمل و لطیفہ درود و شریفہ کا اپنی پڑھنے کے

خجندہ قلم کی کتاب میں سلطان مسیحی مراد آبادی علی پیر علی

